# فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کھانے پینے کی حرام چیزوں کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جن اشیا کا کھانا پینا حرام ہے، ان کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ إِذَا حَرَّمَ عَلٰى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهٗ .

''اللہ کسی قوم پر کوئی چیز کھانا حرام کرتا ہے، تو اس کی کمائی بھی حرام کر دیتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد :247/1، سنن أبي داود : 3488، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَّلُوهَا، فَبَاعُوهَا .

''فلاں شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، کیا اسے معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ یہود پر لعنت کرے، جب ان پر چربی حرام کی گئی، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچا۔''

(صحيح البخاري : 3460، صحيح مسلم : 1582)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْمَأْكُولَ وَالْمَشْرُوبَ الْمُحَرَّمَيْنِ لَا يَجُوزُ

بَيْعُهُمَا، كَمَا لَا يَجُوزُ أَكْلُهُمَا .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ کھانے پینے کی حرام اشیا کا جیسے کھانا پینا حرام ہے، ایسے ہی ان کی خرید وفروخت بھی ہے۔''

(أعلام الحديث : 1566/3)

(سوال): کیا ایسا ممکن ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت کے مفہوم سے تمام صحابہ جاہل رہ گئے ہوں یا سب کو غلطی لگ گئی ہو؟

(جواب): یہ ممکن ہے کہ کسی ایک صحابی یا بعض صحابہ کو آیت کا مفہوم سمجھ نہ آیا ہو یا ان سے خطا سرزد ہوگئی ہو، مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک آیت کے معنی ومفہوم میں تمام صحابہ ہی جاہل رہ گئے ہوں یا سبھی نے آیت کا معنی غلط سمجھ لیا ہو۔ یہ کتاب وسنت کی نصوص کے منافی ہے۔ اجماع اُمت معصوم ہے، جس مسئلہ پر کسی دور کے علما کا اجماع ہو جائے، وہ حق اور سچ ہے، اس میں خطا یا نسیان کی گنجائش نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلٰى ضَلَالَةٍ أَبَدًا .

''اللہ میری امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہیں کرے گا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 116/1، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

أَمَّا مَا اتَّفَقَ عَلٰى تَرْكِهٖ فَلَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهٖ لِأَنَّهُمْ مَا تَرَكُوهُ إِلَّا عَلٰى عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا يُعْمَلُ بِهٖ .

''جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو، وہ کام کرنا جائز نہیں، کیونکہ انہوں

نے اسے چھوڑا ہی اس لئے تھا کہ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔‘‘

(فضل علم السّلف على علم الخلف، ص 31)

✿ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

كُلُّ مَنْ خَالَفَ الْإِجْمَاعَ؛ فَهُوَ مُخْطِئٌ، وَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰى ضَلَالَةٍ، فَمَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنْ فِعْلٍ أَوْ تَرْكٍ؛ فَهُوَ السُّنَّةُ وَالْأَمْرُ الْمُعْتَبَرُ، وَهُوَ الْهُدٰى، وَلَيْسَ ثَمَّ إِلَّا صَوَابٌ أَوْ خَطَأٌ؛ فَكُلُّ مَنْ خَالَفَ السَّلَفَ الْأَوَّلِينَ فَهُوَ عَلٰى خَطَأٍ، وَهٰذَا كَافٍ.

’’اجماع کی مخالفت کرنے والا خود خطا کار رہوتا ہے، کیونکہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی، لہٰذا سلف جس کام کو کرنے یا چھوڑنے پر متفق ہوں، وہی سنت اور معتبر ہے اور وہی ہدایت ہے۔ کسی کام میں دو ہی احتمال ہوتے ہیں، درستی یا غلطی، جو سلف صالحین کی مخالفت کرے گا، وہ خطا پر ہوگا اور یہی اس کے خطا کار ہونے کے لیے کافی ہے۔‘‘

(المُوافقات: 281/3)

**سوال**: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ هَمُّهُمْ بُطُونُهُمْ، وَشَرَفُهُمْ مَتَاعُهُمْ، وَقِبْلَتُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، وَدِينُهُمْ دَرَاهِمُهُمْ وَدَنَانِيرُهُمْ؛ أُولٰئِكَ شَرُّ الْخَلْقِ،

لَا خَلَاقَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ .

''لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا، جس میں لوگوں کا مقصد پیٹ بھرنا ہوگا، ان کے ہاں شرف وعزت مال ومتاع ہوگی، ان کا قبلہ عورتیں ہوں گی اور ان کا دین درہم ودینار ہوں گے، وہ سب سے برے لوگ ہوں گے۔ اللہ کے پاس ان کا کوئی حصہ (اجروثواب) نہیں ہوگا۔''

(الغرائب المُلتقطة لابن حَجَر : 335/8)

(جواب): سند باطل ہے۔

① ابوعبدالرحمٰن سلمی ''متہم بالکذب'' ہے۔

② محمد بن مالک تمیمی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ ابومنصور رباطی مجہول ہے۔

④ محمد بن نہشل بن حمید کے حالات پر آگاہی نہیں ہوسکی۔

⑤ ابواسحاق سبیعی ''مدلس ومختلط'' ہے۔

⑥ حارث بن عبداللہ اعور ''ضعیف ومدلس'' ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِهِمْ .

''باتفاق محدثین ضعیف ہے۔''

(خلاصة الأحكام :417/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقُوا عَلٰی أَنَّ الْحَارِثَ كَذَّابٌ .

''حارث کے جھوٹے ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔''

(خلاصة الأحكام :505/1)

**سوال**: درج ذیل حدیث قدسی کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : إِنِّي وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ فِي نَبَأٍ عَظِيمٍ، أَخْلُقُ وَيُعْبَدُ غَيْرِي، وَأَرْزُقُ وَيُشْكَرُ غَيْرِي .

''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں، جن اور انسان بہت بڑی خبر میں ہیں، (وہ یہ کہ) تخلیق میں کرتا ہوں اور عبادت میرے غیر کی کی جاتی ہے۔ رزق میں دیتا ہوں اور شکر میرے غیر کا کیا جاتا ہے۔''

(مُسند الشّاميين للطّبراني : 974، 975، شُعب الإيمان للبيهقي : 4243)

**جواب**: سند ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، سند کے آخر تک سماع کی تصریح ضروری ہے، جو کہ یہاں نہیں ہے۔

② عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اور شریح بن عبید حضرمی نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

**سوال**: کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ملوکیت عضوض (کاٹ کھانے والے ملوکیت) کہا گیا ہے؟

**جواب**: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وملوکیت باعث رحمت تھی۔ ملوکیت عضوض (کاٹ کھانے والی بادشاہت) آپ کے دور اقتدار کے بعد شروع ہوئی۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ خَيْرُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ .

''مسلمانوں کے سب سے پہلے اور افضل بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 722)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ فِي نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَسَتَكُونُ خِلَافَةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ، وَيَلْبِسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذٰلِكَ يُنْصَرُونَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .

''آپ نبوت اور رحمت کے دور میں ہیں، عنقریب خلافت اور رحمت ہوگی، پھر ایسا اور ایسا ہوگا (بادشاہت اور رحمت آئے گی)، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت آئے گی۔ لوگ شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے، لیکن اس کے باوجود قیامت تک ایک طائفہ منصورہ بھی موجود رہے گا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 345/6، ح :6581، وسندهٗ حسنٌ)

خلافت کے بعد ایک خاص زمانہ ہے، جسے (کذا وکذا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کا زمانہ۔ اس کے بعد جا کر کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور شروع ہوگا۔ لہٰذا جن روایات میں خلافت کے بعد ملک عضوض کا ذکر ہے، وہ اختصار پر مبنی ہیں۔ اس کی تائید ایک دوسری صریح حدیث سے ہوتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً، ثُمَّ

يَكُونُ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَّرَحْمَةً .

**''پہلے نبوت اور رحمت ہے، پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی، پھرامارت اور رحمت ہوگی۔''**

(المعجم الكبير للطّبراني : 88/11، ح : 11138، السّلسلة الصّحيحة : 3270، وسندهٗ حسنٌ)

**اس کی تائید اجماعِ امت سے ہوتی ہے۔**

**حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

**''جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکروں کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے،تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں، جو پلٹ کر نہیں بھاگے گا، بلکہ مخالف کو مار بھگائے گا۔معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (حالت جنگ میں) مسلمانوں کے اہل وعیال کا خیال کون رکھے گا؟ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رکھوں گا۔تو عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ اور عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے صلح کی بات کرتے ہیں۔(راوی حدیث) حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے،تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''**

(صحیح البخاري : 7109)

۞ اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَالَةٌ عَلٰی رَأْفَةِ مُعَاوِيَةَ بِالرَّعِيَّةِ وَشَفَقَتِهٖ عَلَی الْمُسْلِمِينَ وَقُوَّةِ نَظَرِهٖ فِي تَدْبِيرِ الْمُلْكِ وَنَظَرِهٖ فِي الْعَوَاقِبِ .

''اس میں دلیل ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رعایا کا بہت خیال رکھنے والے تھے، مسلمانوں پر انتہائی شفیق تھے، حکومتی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور ہر معاملہ کے انجام کار سے بخوبی آشنا تھے۔''

(فتح الباري : 66/13)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ نُبُوَّةُ النَّبِيِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً، وَكَانَتْ خِلَافَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَكَانَتْ إِمَارَةُ مُعَاوِيَةَ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، وَبَعْدَهٗ وَقَعَ مُلْكٌ عَضُوضٌ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، نبوت ورحمت تھی۔ خلفائے راشدین کی خلافت، خلافت نبوت اور رحمت تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت رحمت والی بادشاہت تھی۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت شروع ہوگئی۔''

(جامع المسائل : 154/5)

۞ نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَفْضَلُ مُلُوكِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ الْأَرْبَعَةَ قَبْلَهٗ كَانُوا خُلَفَاءَ نُبُوَّةٍ، وَهُوَ أَوَّلُ الْمُلُوكِ، كَانَ مُلْكُهٗ مُلْكًا وَّرَحْمَةً،

كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ ...... وَكَانَ فِي مُلْكِهِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْحُلْمِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِينَ مَا يُعْلِمُ أَنَّهُ كَانَ خَيْرًا مِّنْ مُلْكِ غَيْرِهِ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے افضل بادشاہ تھے۔آپ سے پہلے چاروں حکمران خلفائے نبوت تھے۔آپ ہی سب سے پہلے بادشاہ ہوئے۔آپ کی حکمرانی باعث رحمت تھی، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔آپ کی بادشاہت مسلمانوں کے لیے اتنی فائدہ مند تھی اور اس میں اتنی رحمت و برکت تھی کہ اس کے دنیا کی سب سے اچھی بادشاہت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ : 478/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الرَّعَايَا عَلٰى بَيْعَتِهِ فِي سَنَةِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِينَ، كَمَا قَدَّمْنَا، فَلَمْ يَزَلْ مُسْتَقِلًّا بِالْأَمْرِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ إِلٰى هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهُ، وَالْجِهَادُ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ قَائِمٌ، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ عَالِيَةٌ، وَالْغَنَائِمُ تَرِدُ إِلَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ الْأَرْضِ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ فِي رَاحَةٍ وَّعَدْلٍ، وَصَفْحٍ وَّعَفْوٍ.

''تمام رعایا نے 41ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے، آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات (60ھ) تک خود مختار حکمران رہے۔آپ کے دور میں دشمنانِ اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃ اللہ بلند تھا اور

اطراف زمین سے مالِ غنیمت آ رہا تھا۔ مسلمان آپ کی حکومت میں خوش وخرم تھے، انہیں عدل وانصاف مہیا تھا اور عفو ودرگزر کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

**سوال**: روایت: «إِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ» بلحاظ سند کیسی ہے؟

**جواب**: یہ بے اصل اور بے سند روایت ہے۔

❁ علامہ علی بن عبدالکافی سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ مَعْرُوفًا عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ وَلَمْ أَقِفْ لَهٗ عَلٰى سَنَدٍ صَحِيحٍ، وَلَا ضَعِيفٍ، وَلَا مَوْضُوعٍ، وَلَا أَظُنُّ لَهٗ أَصْلًا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ .

''یہ حدیث محدثین کے ہاں معروف نہیں، مجھے اس کی کوئی صحیح، ضعیف یا موضوع (من گھڑت) سند معلوم نہیں، میرا نہیں خیال کہ اس کی کوئی اصل ہو، البتہ یہ مقولہ ہوسکتا ہے۔''

(قضاء الأرب في أسئلة حلب، ص 263)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ أَرَ مَنْ خَرَّجَهٗ مَرْفُوعًا بَعْدَ الْبَحْثِ الشَّدِيدِ عَنْهُ .

''باوجود بسیار کوشش کے مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ اس حدیث کو کس محدث نے اپنی کتاب میں مرفوع ذکر کیا ہے۔''

(تذكرة المُحتاج : 62)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

زَعَمَ كَثِيرٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَنَّهٗ لَا أَصْلَ لَهٗ .

''بہت سے ائمہ نے کہا ہے کہ یہ روایت بے اصل ہے۔''

(المَقاصد الحَسَنة : 39)

## تنبیہ:

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

نَصَرٌ الْمَقْدِسِيُّ فِي الْحُجَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الرِّسَالَةِ الْأَشْعَرِيَّةِ، بِغَيْرِ سَنَدٍ وَأَوْرَدَهُ الْحَلِيمِيُّ وَالْقَاضِي حُسَيْنٌ وَإِمَامُ الْحَرَمَيْنِ وَغَيْرُهُمْ وَلَعَلَّهٗ خُرِّجَ فِي بَعْضِ كُتُبِ الْحُفَّاظِ الَّتِي لَمْ تَصِلْ إِلَيْنَا .

''یہ روایت نصر مقدسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الحجۃ'' میں اور حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے ''الرسالۃ الاشعریۃ'' میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔ علامہ حلیمی، قاضی حسین اور امام حرمین وغیرہ نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض حفاظ حدیث کی کتابوں میں یہ روایت درج ہو اور وہ ہم تک نہ پہنچیں ہوں۔''

(الجامع الصّغير : 1243)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کے تعاقب میں محدث البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا بَعِيدٌ عِنْدِي، إِذْ يَلْزَمُ مِنْهُ أَنَّهٗ ضَاعَ عَلَى الْأُمَّةِ بَعْضُ أَحَادِيثِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا مِمَّا لَا يَلِيقُ بِمُسْلِمٍ اعْتِقَادُهٗ .

''میرے مطابق ایسا ہونا بعید ہے، کیونکہ اس سے تو لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ کی بعض احادیث اُمت سے ضائع ہوگئیں، یہ اعتقاد رکھنا کسی

مسلمان کے لائق نہیں۔''

(سلسلة الأحاديث الضّعيفة، تحت الرقم: 57)

**سوال**: امام سورت بقرہ کی آخری آیات کی قرأت کرے، تو مقتدی آخر پر اونچی آواز میں آمین کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: سورت بقرہ کے آخر میں امام اور مقتدی آمین نہیں کہیں گے، کیونکہ کتاب وسنت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

**سوال**: کفار نے خنزیروں کے باڑے بنا رکھے ہیں، شریعت کیا کہتی ہے؟

**جواب**: خنزیر نجس العین ہے، اس کی کسی چیز سے انتفاع جائز نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ فِیکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُّقْسِطًا، فَیَکْسِرَ الصَّلِیبَ، وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیرَ، وَیَضَعَ الْجِزْیَةَ، وَیَفِیضَ الْمَالُ، حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ أَحَدٌ.

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تمہارے پاس ابن مریم علیہ السلام انصاف کرنے والے حاکم بن کر نازل نہ ہوں گے۔ وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ ان کے عہد میں مال اس قدر زیادہ ہو جائے گا کہ کوئی اسے لینے والا نہ ہوگا۔''

(صحیح البخاري: 2476، صحیح مسلم: 155)

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنٰی قَتْلِ الْخِنْزِیرِ تَحْرِیمُ اقْتِنَائِهٖ وَأَکْلِهٖ، وَفِیهِ دَلِیلٌ عَلٰی

نَجَاسَةِ عَيْنِهِ وَأَنَّ سُؤْرَهٗ مُحَرَّمٌ، وَالشَّيْءُ الطَّاهِرُ الْمُنْتَفَعُ بِهٖ لَا يُؤْمرُ بِقَتْلِهٖ وَإِتْلَافِهٖ .

''خنزیر کوقتل کرنے کا معنی یہ ہے کہ اسے پالنا اور کھانا حرام ہے، نیز اس حدیث میں دلیل ہے کہ خنزیر نجس العین ہے، اس کا جھوٹا حرام ہے۔ فائدہ مند پاک شے کوقتل اور تلف کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔''

(أعلام الحديث : 1562/3)

(سوال): کیا مرد اپنی بیوی کی شرمگاہ کو دیکھ سکتا ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں۔

❁ عتبہ بن ابی حکیم رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سَأَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسٰى عَنِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلٰى فَرْجِ امْرَأَتِهٖ، فَقَالَ : سَأَلْتُ عَنْهَا عَطَاءً، فَقَالَ : سَأَلْتُ عَنْهَا عَائِشَةَ، فَقَالَتْ : كُنْتُ اغْتَسِلُ أَنَا وَحِبِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ، تَخْتَلِفُ فِيهِ أَكُفُّنَا .

''آپ رحمہ اللہ نے سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا، جو اپنی بیوی کی شرمگاہ کی طرف دیکھتا ہے؟ کہنے لگے: میں نے بھی اس بارے میں عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے سوال کیا تھا، تو وہ کہتے ہیں: میں نے اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا، آپ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا: میں اور میرے محبوب (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم اکھٹے ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، ہماری ہتھیلیاں برتن میں ٹکراتی تھیں۔''

(صحيح ابن حبان: 5577، وسندهٗ حسنٌ)

**سوال:** ایک شخص مجنون تھا، حالت جنون میں حج کیا، بعد میں آفاقہ ہوا اور صاحب استطاعت بھی ہے، کیا اس پر حج فرض ہے؟

**جواب:** اس پر حج فرض ہے، حالت جنون میں وہ مکلّف نہیں تھا، تو جس طرح بلوغت سے پہلے کیا گیا حج، بلوغت کے بعد والے حج سے کفایت نہیں کرتا، اسی طرح حالت جنون میں کیا گیا حج، حالت صحت کے حج سے کفایت نہیں کرتا، کیونکہ بچہ اور مجنون دونوں غیر مکلّف ہیں۔

**سوال:** عید والے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

**جواب:** عید والے دن روزہ رکھنا بالاتفاق ممنوع وحرام ہے، یہ روزہ معتبر نہیں۔

❁ زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ كُلَّ يَوْمِ ثَلَاثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ، فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ، وَنُهِينَا أَنْ نَصُومَ يَوْمَ النَّحْرِ.

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا: میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ہر منگل یا بدھ کے دن روزہ رکھوں گا، اب یہ دن عید الاضحیٰ کو آ گیا ہے (میں کیا کروں؟) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نذریں پوری کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن ہمیں عید الاضحیٰ کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔''

(صحيح البخاري: 6706، صحيح مسلم: 1139)

❁ علامہ ابومطرف قنازعی رحمہ اللہ (۴۱۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی أَنَّهٗ لَا يُصَامُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰی .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کو روزہ نہیں رکھا جائے گا۔''

(تفسير الموطأ : 218/2)

(سوال): جس نے نماز پڑھی اور اس کے دانتوں میں کھانے کے ذرات تھے، نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز درست ہے، البتہ اس پر اجماع ہے کہ نماز کے دوران کھانے پینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(سوال): اگر کسی نے کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہہ دیا، تو اس کی کیا سزا ہے؟

(جواب): اگر کسی مجتہد نے اجتہاداً کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہہ دیا، تو اس کی کوئی سزا نہیں، البتہ اس میں احتیاط ضروری ہے۔

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بدری صحابی کے بارے میں اجتہاداً کہہ دیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ .

''اللہ کے رسول! اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُتار دوں۔''

(صحيح البخاري : 3007، صحيح مسلم : 2494)

(سوال): کیا جنگ میں کافروں کی عورتوں کو قتل کیا جائے گا؟

(جواب): جنگ میں کافروں کی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر وہ بھی میدان قتال میں اتر آئیں، تو انہیں قتل کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ .

''رسول اللہ ﷺ نے (جنگ کے دوران کفار کی) عورتوں کو بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحيح البخاري : 3015، صحيح مسلم : 1744)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى الْعَمَلِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَتَحْرِيمِ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِذَا لَمْ يُقَاتِلُوا فَإِنْ قَاتَلُوا قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ : يُقْتَلُونَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، نیز عورتیں اور بچے اگر قتال نہ کریں، تو انہیں قتل کرنا حرام ہے، البتہ اگر وہ قتال میں شامل ہوں، تو جمہور اہل علم کے مطابق انہیں قتل کیا جا سکتا ہے۔''

(شرح النّووي : 48/12)

**سوال**: درج ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ .

''بنی اسرائیل سے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(صحيح البخاري :3461)

**جواب**: اس حدیث کے معنی میں حافظ خطابی رحمہ اللہ (٣٨٨ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ مَعْنَاهُ إِبَاحَةَ الْكَذِبِ فِي أَخْبَارِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَرَفْعِ الْحَرَجِ عَمَّنْ نَقَلَ عَنْهُمُ الْكَذِبَ، وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ الرُّخْصَةُ فِي

الْحَدِيثِ عَنْهُمْ عَلٰى مَعْنَى الْبَلَاغِ وَإِنْ لَّمْ يَتَحَقَّقْ صِحَّةُ ذٰلِكَ بِنَقْلِ الْإِسْنَادِ، وَذٰلِكَ لِأَنَّهٗ أَمْرٌ قَدْ تَعَذَّرَ فِي أَخْبَارِهِمْ لَبُعْدِ الْمُسَافَةِ وَطُولِ الْمُدَّةِ وَوُقُوعِ الْفَتْرَةِ بَيْنَ زَمَانَيِ النُّبُوَّةِ.

''اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اسرائیلی روایات میں جھوٹ جائز ہو گیا اور ان سے جھوٹ نقل کرنے والے سے حرج ختم ہو گیا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ابلاغ کے لیے بنی اسرائیل سے روایت نقل کرنے کی رخصت ہے، اگر چہ سند کے اعتبار سے اس کی صحت متحقق نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسرائیلی روایات میں سند کا ہونا مشکل ہے، کیونکہ مسافت زیادہ اور مدت طویل ہے، نیز دونوں زمانوں کی نبوت میں فترہ (وقفہ) واقع ہوا ہے۔''

(مَعالم السّنن : 187/4)

**سوال**: گناہ کی مجالس ومحافل میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: ایسی مجالس ومحافل اور دعوتیں، جہاں گانا باجا، موسیقی، رقص وسرود، بے پردگی، اسراف وتبذیر وغیرہ جیسے گناہ ہوں، تو ان میں شرکت جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسی محفل میں شرکت کی دعوت دے، تو انکار کر دینا چاہیے، اگر معلوم نہ ہو اور محفل میں جا کر علم ہو، تو واپس آجانا چاہیے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهٖ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ (النّساء : ١٤٠)

''آپ اس وقت تک ان کے ساتھ بیٹھک نہ کریں جب تک کہ وہ گفتگو کا

موضوع بدل نہیں لیتے ، ورنہ آپ میں اوران میں کوئی فرق نہ ہوگا۔''

۞ مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ فَدَلَّ بِهٰذَا عَلٰى وُجُوبِ اجْتِنَابِ أَصْحَابِ الْمَعَاصِي إِذَا ظَهَرَ مِنْهُمْ مُنْكَرٌ، لِأَنَّ مَنْ لَمْ يَجْتَنِبْهُمْ فَقَدْ رَضِيَ فِعْلَهُمْ، وَالرِّضَا بِالْكُفْرِ كُفْرٌ .

''﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ اہل بدعت جب بدعت کا پرچار کررہے ہوں، تو ان سے اجتناب واجب ہے، جو ان سے اجتناب نہیں کرتا، وہ ان کی بدعت سے راضی ہے اور کفر پر راضی ہو جانا بھی کفر ہے۔''

(تفسير القرطبي : 418/5)

۞ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾(الأنعام : ٦٨)

''یاد آنے پر ظالموں سے کنارہ کشی کر لیجئے۔''

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

أَلَّا يَجْلِسَ مَعَ الْمُكَذِّبِينَ الَّذِينَ يُحَرِّفُونَ آيَاتِ اللّٰهِ وَيَضَعُونَهَا عَلٰى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا، فَإِنْ جَلَسَ أَحَدٌ مَّعَهُمْ نَاسِيًا ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى﴾ بَعْدَ التَّذَكُّرِ ﴿مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ .

''آیات قرآنیہ میں تحریف کرنے والوں اور انہیں مطلب بر آوری کے لئے استعمال کرنے والے جھوٹوں کے ساتھ نہ بیٹھئے، اگر بھولے سے بیٹھ جائیں تو یاد آنے پر کنارہ کر لیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : 278/3)

❁ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، أَضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ : لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا فَدَعُوهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهٖ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ : الْحَقْهُ فَانْظُرْ مَا رَجَعَهٗ فَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَدَّكَ فَقَالَ : إِنَّهٗ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا .

''ایک شخص سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان آیا، تو انھوں نے اس کے لیے کھانا تیار کیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعوت دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرما لیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے دروازے کی چوکھٹ پر ہاتھ رکھا اور دیکھا کہ گھر میں نقش ونگار والا پردہ لٹکا دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ آئے، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: جائیے اور دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں واپس لوٹ گئے ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا، عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ واپس کیوں لوٹ آئے؟ فرمایا: میرے یا (فرمایا:) کسی نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو۔''

(مسند أحمد : 220/5، سنن أبي داود : 3755، سنن ابن ماجه : 3360، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٣٥٤) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ

(۲۷۵۸) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَنْ دُعِيَ إِلٰى مَدْعَاةٍ يَحْضُرُهَا الْمَلَاهِي وَالْمُنْكَرُ فَإِنَّ الْوَاجِبَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يُجِيبَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جس کسی دعوت پر بلایا جائے، جہاں آلات موسیقی اور دیگر منکرات ہوں، تو اس کے لیے واجب ہے کہ وہ دعوت قبول نہ کرے۔''

(مَعالم السّنن : 241/4)

**سوال**: دستانے پہن کر نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز درست ہے، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

**سوال**: کیا قالین اور جائے نماز پر سجدہ ہو سکتا ہے؟

**جواب**: قالین اور جائے نماز پر سجدہ جائز ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنَّهٗ يَجُوزُ السَّجْدَةُ عَلَى السَّجَّادَةِ .

''اہل سنت کا اجماع ہے کہ قالین اور جائے نماز پر سجدہ جائز ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 662/2)